© rasailojaraid.com

مدیر کے نام

محمد احتشام الدین' لاہور

''پاکستانی جمہوریت کا المیہ'' (نومبر ۲۰۰۴ء) میں موجودہ حکومت اور صدر مملکت کے رویے پر مثبت دلائل کے ساتھ تنقید کی گئی ہے لیکن تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھانے کی ضرورت ہے' یعنی سیاست دانوں کا طرزِ عمل جنھوں نے فوج کو سیاست میں بے جا مداخلت کے پیہم مواقع فراہم کیے۔ عوام اور اہلِ دانش کے لیے وہی حل قابلِ قبول ہوگا جو دونوں رخ دکھانے کے ساتھ پیش کیا جائے۔ اس پر مکالمے کی ضرورت ہے۔

حکیم سید صابر علی' گجرات

ترجمان القرآن کے تحقیقی اشارات رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ''اشارات'' (نومبر ۲۰۰۴ء) میں پاکستان کی سیاسی صورت حال کا بخوبی پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے صدر کی بدعہدی کو آشکارا کیا گیا ہے اور ملک کی ابتر صورت حال کے پیش نظر عوامی تحریک کی ضرورت پر زور گیا دیا ہے' تاہم سیاست دانوں کی ماضی کی کارکردگی' مفاد پرستی' منافقانہ کردار' فوجی آمریت کا تسلط اور آئین کی منسوخی کے خدشات کے پیشِ نظر لائحہ عمل کیا ہو' یہ سوال بھی اپنی جگہ ہے۔

ابن عبدالرحمٰن' لاہور

''ساس بہو تعلقات: مسائل اور حل'' (نومبر ۲۰۰۴ء) اہم معاشرتی مسئلے پر رہنمائی ہے۔ خاص طور پر اس لیے بھی کہ ان دنوں پاکستان ٹیلی ویژن بھی اس مسئلے کو مذاکروں کے ذریعے ہوا دینے کی کوشش کر رہا ہے اور خواہ مخواہ مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ ہماری اقدار اور معاشرے کو تبدیل کرنے کی سوچی سمجھی پالیسی ہے۔

ڈاکٹر ممتاز احمد' ہیمپٹن یونی ورسٹی ورجینیا' امریکا

میں نے جب ۲۰۰۰ء میں بش کو ووٹ دیا اور وہ جیت گیا تو میں مایوس ہوا۔ اب ۲۰۰۴ء میں' میں نے اس کے خلاف ووٹ دیا اور وہ پھر بھی جیت گیا تو بھی میری کیفیت ویسی ہی ہے' اگرچہ بالکل ویسی نہیں۔ دونوں آپشن ہمیں کہیں نہیں پہنچاتے۔ یہ انتظامیہ جو لبرل کو لعنتی لفظ (cuss word) تصور کرتی ہے' کیسے پاکستان کو اور دنیا کو لبرل اقدار کی تلقین کر سکتی ہے؟ وہ پاکستان میں لبرل ازم چاہتے ہیں لیکن امریکا میں کنزرویٹو ازم۔ وہ پاکستان میں تو خاندانی منصوبہ بندی چاہتے ہیں لیکن کیری کو خواتین کے اسقاطِ حمل کے حق کی حمایت کرنے پر

© rasailojaraid.com